بسا اوقات عوام کی آزادیٔ رائے کو کمزور کر دیتا ہے۔ پس اسلامی نظام میں اشخاص اور گروہوں کے لئے ترغیب و مخالفت کی مہم میں ملازمین کا شریک ہونا جائز نہیں قرار دیا جا سکتا، نہ ان کے لئے کسی کا حامیانہ یا مخالفانہ تعارف کرانا ہی درست ہو سکتا ہے۔ وہ دوسروں کے سامنے اعلان کئے بغیر جس کے حق میں چاہیں گے، اپنا ووٹ خاموشی سے استعمال کر سکیں گے۔

پس اسلام کے لئے زندگیاں وقف کرنے والے ملازمین کے لئے تو صحیح روش یہی ہو سکتی ہے۔ رہے اسلام سے آزاد ہو کر زندگیاں گذارنے والے، تو کون نہیں جانتا کہ ضابطہ کی نمائشی پابندیوں کے پس پردہ یہ لوگ کیا کیا کچھ کرتے رہے ہیں اور آئندہ کر سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہمارا کوئی مطالبہ نہیں!

بے پردگی کا طوفان اور تحریک اسلامی

سوال:۔ میں آپ کی تحریک کا عدد اور طریق کار معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ امید ہے کہ آپ ضرور تشفی بخش جواب دیں گے۔

پاکستان زنانہ مسلم لیگ کی جدوجہد تو ان چند باتوں پر ختم ہے کہ پاکستان بھر کی عورتیں بے حجاب سڑکوں پر چلتی پھرتی نظر آئیں، زنانہ نیشنل گارڈ Womens National Gaurd میں بھرتی ہو کر اسلام کی آبرو کو چار چاند لگائیں، میلاد النبیؐ، یوم وفات قائد اعظم یا اسی طرح کی سوشل تقریبات میں پورے ہتھیاروں سے مزین ہو کر شہر بھر کے آوارہ گرد حضرات کو جائے تقریب کے اردگرد طواف پر اکسائیں، یا سینما بازاروں میں کھل کھیلیں!

آپ حضرات زندگی کے ہر گوشے میں نظام اسلامی کے حدود جاری کرنے کے داعی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کمیونزم کے خلاف اپنی جنگ کے ساتھ ساتھ آپ نے بے پردگی اور بے حیائی کے اس بڑھتے ہوئے طوفان کو روکنے کے لئے اب تک کیا کیا ہے؟ یہ تو جناب بھی تسلیم کریں گے کہ صرف احتجاج تو اس بیماری کا علاج نہیں ہو سکتے۔ زیادہ سے زیادہ یہی فرق ہوا تا کہ وہ بے پردہ اکٹھی ہو کر شو بھی

ہیں اور یہ محترم بہنیں باپردہ چند گھٹی دبی آوازیں بلند کر دیتی ہیں۔

میری مخلصانہ استدعا ہے کہ اپنی جماعت کی وقف کردہ رکن خواتین کے زیر اہتمام عورتوں میں بھی اپنا پیغام پہنچائیے۔ اور نرسنگ وغیرہ کے ادارے کھول کر اصحاب اقتدار کو دکھا دیجئے کہ پردہ میں رہ کر بھی سمیہ، ام عمارہ اور بنت خولہ کی روایات زندہ کی جا سکتی ہیں۔

امید کہ آپ میری گذارشات پر سکون قلب و دماغ کے ساتھ غور فرما کر جواب دیں گے !

جواب :- صورت واقعہ یہ نہیں ہے کہ ہم بے پردگی کے اس طوفان کی خطرناکیوں کا کوئی ہلکا اندازہ (Under Estimate) کر رہے ہیں جسے وہ مٹھی بھر مغرب پرست اصحاب بپا کر رہے ہیں جو اپنے نظریات کے مطابق ایک ترقی پسندانہ زندگی بآرام گذارنے کے لئے پوری قوم کو اسی رنگ میں رنگنے کے درپے ہیں جس میں انگریزی تہذیب نے انہیں رنگ دیا ہے۔ ہمیں احساس ہے کہ پردے کا نظام تہ و بالا کر دینے اور خاندان کی بنیادیں کھوکھلی کر دینے کے بعد اسلام دشمن طاقتوں کے لئے فتنہ و فساد کے سارے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اس وقت ہمارے "خدام اسلام" نے معاشرتی زندگی کی ان آخری عقبی پناہ گاہوں پر براہ راست حملہ (Direct Attack) شروع کر دیا ہے جن میں اسلامی زندگی کی کچھ نہ کچھ قدریں (Values) محفوظ چلی آ رہی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں ہم دانستہ اپنی جدوجہد میں کوئی کوتاہی کرنا نہیں چاہتے۔

لیکن ہماری اصل مشکل یہ ہے کہ اب جس محاذ پر حملہ کیا گیا ہے اس پر مدافعت کا اصل فرض خود ہماری خواتین ہی ادا کر سکتی ہیں، لیکن خواتین کا ۹۵ فیصدی حصہ وہ ہے جو جہالت اور مجبوری کی حالت میں مبتلا چلا آ رہا ہے۔ اس ۹۵ فیصدی حصے میں اگر اسلام سے کوئی عقیدت ہے اور اگر پردہ و اسی کی روایات سے کوئی وابستگی ہے تو وہ محض بطور عادت ہے۔ ایسی عقیدت و وابستگی کسی کشمکش کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔ رہا بقیہ ۵ فیصدی حصہ تو اس میں سے ایک بڑی تعداد وہ ہے جو آسانی سے ہمارے "خدام اسلام" کی آلۂ کار بنتی جا رہی ہے۔ کیونکہ یہ حضرات "جنتِ تہذیب" کے رضوان ہیں جس میں جلسے اور نعرے ہیں، استقبال اور جلوس ہیں، ناچ کی محفلیں اور گانے کی مجلسیں ہیں، مینا بازار اور کنسرٹ ہیں، پریڈیں اور کرتب ہیں، نوکریاں اور تنخواہیں ہیں، غیر ملکی سفر اور سیاحتیں ہیں، شہرت و ناموری ہے، عیاشی اور تفریحات ہیں، بازار گردیاں اور چمن آرائیاں ہیں، اور وہ سارے سامان

ہیں جو قوم کی بچیوں کا دل بہلا سکتے ہیں۔

باقی اسلامی زندگی کی حمایت کا جذبہ جن خواتین میں کار فرما ہے، اُن میں سے کچھ وہ ہیں جو منظم طریقہ کام کرنے کا دل گردہ نہیں رکھتیں اور صرف جذبات کے زور سے کام لینا چاہتی ہیں۔ آخر میں ایک مختصر تعداد ان خواتین کی رہ جاتی ہے جو اسلام کو شعوری طور پر اپنائیں اور پھر منظم طریق سے دیرپا کام کر سکیں۔ بس خواتین کے حلقے میں تحریک اسلامی کا کام ایسی ہی خواتین کے ذریعے چل رہا ہے۔

ان کے سامنے اب تک جو پروگرام رہا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے ذہن و عمل کی تعمیر جدید کریں، خاندانی ماحول کو درست کریں، بچوں کی سیرتیں اسلام کے سانچے میں ڈھالیں، دوسری خواتین تک دعوت پہنچائیں اور اسلام کی خدمت کرنے میں مردوں کی رفاقت کا حق ادا کریں۔

رہا وہ سوشل کام جن کا حوالہ آپ نے دیا ہے، وہ اس بات کے متقاضی ہیں کہ ہر مقام پر خواتین ورکرز کی ایک اچھی خاصی تعداد منظم کام کرنے کے لئے بہم پہنچ جائے۔ جب تک ایسا نہیں ہوتا، بہر حال ابتدائی کام جاری ہے اور اس کے نتیجے میں توقع ہے کہ آگے چل کر خواتین نئی ذمہ داریاں اپنے کندھوں پر لے سکیں گی۔

آپ کے دوسرے دو سوالات جن کو شائع نہیں کیا جا رہا، ان کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) ایک پردہ دار عورت بے پردہ عورتوں کے حلقوں یا ان کی مجلسوں میں محض ایک داعیۂ اسلام کی حیثیت کے ساتھ بہر حال جا سکتی ہے اور ان تک اپنا پیغام پہنچا سکتی ہے، بشرطیکہ خود اسے کسی فتنے میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو اور اسے کسی امرِ غیر مشروع میں تعاون نہ کرنا پڑے۔ محض کسی مجمع میں جا کر اپنی دعوت پیش کرنے کو "اشتراکِ عمل" نہیں کہا جا سکتا۔

(۲) عورتوں کا کسی جگہ جمع ہو کے نماز ادا کر لینا اور نماز سے پہلے یا پیچھے ان میں سے کسی کا خطاب کر دینا جائز ہے۔ اس قسم کی مثالیں قرونِ اولیٰ میں بھی عمل میں آئی ہیں، لیکن خواتین کی اس طرح کی اجتماعی نمازوں میں اصطلاحی قسم کی "امامت و خطابت" کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

واضح رہے کہ اس طرح کے معاملات کا تعلق عقیدہ کے اختلافات سے نہیں، بلکہ فقہی مسلک کے اختلافات